نابالغ سے پانی بھروانے کا حکم؟

تفصیلی فتوی

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:GRW-1549 تاریخ:10-01-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ گاؤں دیہات وغیرہ میں بعض مقامات پر پانی کا فلٹر لگا ہوتا ہے، جس کے ساتھ ٹینکی بھی ہوتی ہے، جس میں اولاً پانی جمع ہوتا ہے، پھر فلٹر مشین سے فلٹر ہو کر ٹونٹیوں سے نکلتا ہے، اور بعض مقامات پر پانی کے بور ہوتے ہیں، جن کے ساتھ کوئی ٹینکی وغیرہ نہیں ہوتی بلکہ زمین سے لگاتار جاری پانی ہی ٹونٹیوں سے آتا ہے، اب جن گھروں میں صاف پانی میسر نہیں ہوتا وہ فلٹر یا بور کا پانی استعمال کرتے ہیں، ایسی صورت میں گھر میں اگر پانی لانے کے لیے کوئی بالغ فرد موجود نہ ہو تو نابالغ بچے سے فلٹر یا بور سے پانی بھروانا کیسا؟ نیز اس کے بھرے ہوئے پانی کو والدین سمیت دیگر بہن بھائیوں کا استعمال کرنا کیسا؟ اگر جائز نہیں ہے تو کوئی حیلہ ارشاد فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سوال میں دو طرح کے پانیوں کا ذکر کیا گیا ہے تو جواب میں دونوں کا علیحدہ علیحدہ حکم بیان کیا جائے گا:

(1) جس صورت میں پانی ٹینکی وغیرہ میں اولا محفوظ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد لوگوں تک

پہنچتا ہے تو ایسی صورت میں ٹینکی وغیرہ جس کی ملک ہو گی وہ پانی بھی اسی کی ملک ہو گا تو یہ پانی مباح مملوک کہلائے گا اور مباح مملوک پانی نابالغ کے بھرنے سے اس کی ملک نہیں ہو تا بلکہ وہ اصل مالک کی ملک پر باقی رہتا ہے اور مالک کی طرف سے سبھی کو وہ پانی استعمال کرنے کی اجازت ہوتی ہے لہذا نابالغ کا اس طرح کا بھرا ہوا پانی دوسرے افراد استعمال کر سکتے ہیں اور ولی کی اجازت سے ایسا پانی اس سے بھروا بھی سکتے ہیں۔

در مختار میں ہے " (ولکل حقها في كل ماء لم يحرز بإناء) أو حب "ترجمہ: اور ہر کسی کو حق ہے اس پانی سے خود بھی پینے اور اپنے جانوروں کو بھی پلانے کا کہ جسے کسی برتن یا مٹکے کے ذریعے محفوظ نہیں کیا گیا۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے "(قوله لم يحرز بإناء)۔۔۔ فلو أحرزه في جرة أو حب أو حوض مسجد۔۔۔ وانقطع جريان الماء فإنه يملكه، وإنما عبر بالإحراز: أي لا الأخذ إشارة إلى أنه لو ملأ الدلو من البئر ولم يبعده من رأسها لم يملكه عند الشيخين إذ الإحراز جعل الشيء في موضع حصين "ترجمہ: پس اگر کسی نے پانی کسی گھڑے یا مٹکے یا مسجد کے حوض میں محفوظ کر لیا اور پانی کا بہنا موقوف ہو گیا تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا اور احراز کے ساتھ ہی تعبیر کیا گیا ہے اخذ (لینے) سے تعبیر نہیں کیا گیا، اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ اگر ڈول کو کنویں سے بھرا اور کنویں کی منڈیر سے اسے جدا نہیں کیا تو شیخین کے نزدیک وہ اس کا مالک نہیں ہو گا کیونکہ احراز کا مطلب ہے: کسی شے کو محفوظ مقام میں رکھنا۔

(الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب احیاء الموات، فصل فی الشرب، ج06، ص438، دار الفکر، بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے "پانی تین قسم ہیں (۱) مباح غیر مملوک (۲) مملوک غیر مباح (۳) مباح مملوک۔۔۔۔ سوم سبیل یا سقایہ کا پانی کہ کسی نے خود بھرا یا اپنے مال سے بھروایا بہر حال اس کی

مِلک ہو اور اس نے لوگوں کیلئے اس کا استعمال مباح کر دیا وہ بعد اباحت بھی اُسی کی مِلک رہتا ہے یہ پانی مملوک بھی ہے اور مباح بھی۔ ظاہر ہے کہ قسم اخیر کا پانی بالغ بھرے یا نابالغ کچھ تفاوت احکام نہ ہو گا کہ لینے والا اس کا مالک ہی نہیں ہوتا۔"

(فتاوی رضویہ، ج2، ص494،495، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(2) اور جس صورت میں پانی ڈائریکٹ زمین سے نکل کر لینے والے کے پاس پہنچتا ہے، درمیان میں محفوظ ہونے والی صورت نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں وہ پانی مباح غیر مملوک ہے، اگر نابالغ بغیر اجارے کے اسے بھرے تو وہ اسی کی ملک ہو گا۔ نابالغ سے والدین پانی بھروائیں تو وہ اس پانی کو استعمال کر سکتے ہیں، لیکن ان کے علاوہ دوسرے افراد، جن کا نابالغ اجیر نہیں، وہ نابالغ سے مباح غیر مملوک پانی نہیں بھروا سکتے اور نابالغ کے بھرے ہوئے مباح غیر مملوک پانی کو استعمال بھی نہیں کر سکتے، لہذا اگر یہ لوگ نابالغ کا بھرا ہوا پانی استعمال کرنا چاہیں تو اس کے لیے درج ذیل میں سے کوئی سا بھی طریقہ اپنا سکتے ہیں:

(الف) وہ یا تو ولی سے یا ولی کی اجازت سے خود نابالغ سے اس نابالغ کے پانی کو اس کی مارکیٹ ویلیو کے مطابق خرید لیں۔

(ب) اور یا پھر ولی کے ذریعے یا ولی کی اجازت سے ڈائریکٹ نابالغ سے مخصوص وقت کا اجارہ کر لیں (تمام افراد اجارہ کر لیں یا فقط ایک عاقل بالغ فرد اجارہ کر لے اور بقیہ کو وہ اپنی طرف سے دے دے) (مثلا دن کے دو بجے بھروانا ہے تو جتنے ٹائم میں بھر لیں اس کے لحاظ سے مثلا آدھا گھنٹہ یا پندرہ منٹ وغیرہ کے لیے اجارہ کر لیں کہ 2 بجے سے 2:30، یا کہیں: 2 بجے سے 2:15 تک تم ہمارے اجیر ہو) اور پھر اس وقت میں اس سے پانی بھروا لیں تو وہ اجارہ کرنے والوں کی ملک ہو جائے گا، لہذا وہ استعمال کر سکیں گے اور وہ اجازت دینے کے اہل ہوں (عاقل بالغ ہوں) تو ان کی اجازت

سے دوسرے بھی استعمال کر سکیں گے۔ اس میں یہ خیال ضرور رہے کہ اجرت وہ رکھیں جو مارکیٹ میں اتنے وقت کی بنتی ہے۔

ردالمحتار میں ہے "ولو أمر صبيا أبوه أو أمه بإتيان الماء من الوادي أو الحوض في كوز، فجاء به لا يحل لأبويه أن يشربا من ذلك الماء إذا لم يكونا فقيرين، لأن الماء صار ملكه ولا يحل لهما الأكل من ماله بغير حاجة. وعن محمد: يحل لهما ولو غنيين للعرف والعادة حموي عن الدراية" ترجمہ: اور اگر بچے کو اس کے باپ یا اس کی ماں نے وادی یا حوض سے کسی برتن میں پانی لانے کا حکم دیا پس وہ پانی لے آیا تو ماں باپ اگر فقیر نہ ہوں تو ان کو اس پانی سے پینا حلال نہیں کیونکہ پانی بچے کی ملک ہو چکا ہے اور والدین کے لیے بچے کی مملوکہ چیز کو بغیر حاجت کے کھانا حلال نہیں ہوتا اور امام محمد علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ والدین اگرچہ غنی ہوں ان کے لیے بوجہ عرف وعادت حلال ہے۔ یہ حموی میں درایہ کے حوالے سے ہے۔

(ردالمحتار، کتاب احیاء الموات، فصل فی الشرب، ج06، ص439، دار الفکر، بیروت)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:"

(۳۶) خاص پانی ہی بھرنے پر اُس کا اجیر بتعین وقت تھا اُسی وقت میں بھرا۔ (۳۷) مستاجر نے پانی خاص معین کر دیا تھا مثلاً اس حوض یا تالاب کا کل پانی۔ اقول: اور یہ تعین نہ ہو گا کہ اس حوض یا کنویں سے دس مشکیں کہ دس مشک باقی سے جدا نہیں جس کی تعیین ہو سکے۔

(۳۸) اس نے باذن ولی یہ مزدوری کی اور کہتا ہے کہ یہ پانی مستاجر کیلئے بھرا۔ (۳۹) اسی صورت میں اگرچہ زبان سے نہ کہا مگر اُس کے برتن میں بھرا۔ (۴۰) نابالغ کسی کا مملوک ہے۔ ان نو صورتوں میں وہ نابالغ اُس پانی کا مالک ہی نہ ہوا پہلی تین صورتوں میں مالکِ آب کا ہے پھر ۳۵ سے ۳۹ تک پانچ صورتوں میں مستاجر کا۔۔۔ یہ پانی جس جس کی ملک ہو اُسے تو جائز ہی ہیں اُس کی اجازت

سے ہر شخص کو جائز ہیں جبکہ وہ عاقل بالغ مختار اجازت ہو بلکہ بحال انبساط اجازت لینے کی بھی حاجت نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج2، ص526، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اس کے بعد جو پانی نابالغ کی ملک ہو جاتے ہیں، انہیں شمار کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ان آٹھ صورتوں میں وہ پانی اُس نابالغ کی مِلک ہے اور اُس میں غیر والدین کو تصرف مطلقاً حرام حقیقی بھائی اُس پانی سے نہ پی سکتا ہے نہ وضو کر سکتا ہے ہاں طہارت ہو جائے گی اور ناجائز تصرف کا گناہ اور اُتنے پانی کا اس پر تاوان رہے گا مگر یہ کہ اس کے ولی سے یا بچّہ ماذون (۱) ہو جس کے ولی نے اسے خرید فروخت کا اذن دیا ہے تو خود اس سے پُورے داموں خرید لے ورنہ (۲) مفت یا غبن فاحش کے ساتھ نابالغ کی مِلک دوسرے کو نہ خود وہ دے سکتا ہے نہ اُس کا ولی۔ رہے والدین وہ بحالت حاجت مطلقاً اور بے حاجت حسبِ روایت امام محمد اُن کو جائز ہے کہ اُس سے بھروائیں اور اپنے صرف میں لائیں باقی صورتوں میں اُن کو بھی روا نہیں مگر وہی بعد شراء۔"

(فتاوی رضویہ، ج2، ص527، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد عرفان مدنی

09 رجب المرجب 1446ھ/10 جنوری 2025ء

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

دار الافتاء اھلسنت

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے